

اندازہ یہ ہے کہ پچیس برس کی عمر تک (۱۸۲۵ء) وہ زیادہ تر اردو میں شعر کہتے رہے۔ پھر فارسی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس وقت سے زیادہ تر فارسی نظم و نثر ہی لکھتے رہے، اگرچہ اس دور میں بھی وقتاً فوقتاً ریختہ کہتے رہے۔ مثلاً لکھنویا باندہ کے مشاعروں کے لیے غزلیں لیکن وہ اصلاً فارسی ہی کے شاعر تھے۔ اسی دور کے متعلق دعویٰ کیا تھا:-

فارسی میں تابیہ بینی نقشہ لے رنگ ننگ بگزرا ز مجموعہ اردو کمرنگ من است

۱۸۵۰ء میں قلعے سے ملازمت کا تعلق پیدا ہوا تو پھر ریختہ گوئی کی طرف زیادہ توجہ ہو گئی۔ ان کا بہترین اردو کلام اسی دور کا ہے۔ بعض غزلیں ایسی ہیں کہ فارسی زبان کے بیش بہا خزینے میں بھی ویسے جواہر پارے شاید ہی مل سکیں۔

ایک افسانہ اردو شاعری کے سلسلے میں بھی ایک انسانہ مشہور ہے، یعنی یہ کہ نواب حسام الدین جید خاں نے غالب کا ابتدائی کلام لکھنؤ میں میر تقی کو دکھایا تو میر صاحب نے کہا کہ اگر اس لڑکے کو استاد کامل نے سیدھے رستے پر ڈال دیا تو لا جواب شاعر بن جائے گا، ورنہ مہمل لکھنے لگے گا لیکن یہ بیان قطعاً قابل قبول نہیں، اس لیے کہ:-

۱۔ میر تقی کی وفات ۲۰ شعبان ۱۲۲۵ھ (۲۰ ستمبر ۱۸۱۰ء) کو ہوئی گویا اس وقت میرزا غالب صرف تیرہ برس ایک مہینے اور چند دن کے تھے اور اس عمر کے بچے کا کلام اگرہے سے لے جا کر لکھنؤ میں میر تقی جیسے کہنہ مشق استاد کو دکھانے کا خیال بھی کسی کو نہیں ہو سکتا تھا۔

۲۔ حسام الدین جید خاں دہلی میں رہتے تھے۔ خاندان لوہارو سے عموماً اور میرزا غالب کے خسر نواب الہی بخش خاں معروف سے خصوصاً ان کے بڑے گھرے تعلقات تھے۔ اسی وجہ سے غالب کے ساتھ خاص مراسم پیدا ہو گئے، لیکن انہیں یہ کیوں کہ معلوم ہو سکتا تھا کہ غالب کم سنی میں حیرت انگیز شعر کہتے ہیں اور انہیں لکھنؤ لے جا کر میر تقی کو دکھانا چاہیے، جبکہ غالب کی مستقل سکونت آگرہ میں تھی اور عمر بارہ تیرہ برس سے زیادہ نہ تھی۔

۳۔ ۵ ماہ رجب ۱۲۲۵ھ (۸ اگست ۱۸۱۰ء) کو میرزا غالب کی شادی ہوئی۔ اگر سمجھا جائے کہ اس وقت دہلی میں آمدورفت شروع ہوئی اور حسام الدین جید خاں کو بھی غالب